بیوی اور اجنبی مرد کے مابین غلط تعلقات انکشاف ہونے پر احکام و مسائل

أحكام ومسائل متعددة لزوج اكتشف علاقة غرامية بين زوجته ورجل أجنبي

[urdu - اردو - أردو]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ
تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب
تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434
IslamHouse.com

بیوی اور اجنبی مرد كے مابین غلط تعلقات انکشاف ہونے پر احکام و مسائل

مجھ پر منكشف ہوا كہ میری بیوی كے ایك نوجوان كے ساتھ عشقیہ تعلقات ہیں، ابتدا میں تو یہ ٹیلی فونك رابطے تك ہی محدود تھے، لیكن معاملہ اس حد تك پہنچ گیا كہ میری بیوی نے اسے میری غیر موجودگی میں گھر بھی بلایا.
اب تك میری بیوی كو معلوم نہیں كہ مجھے ان كے تعلقات كا علم ہو چكا ہے، میں اسے طلاق دینے كی نیت كر چكا ہوں، میرا سوال یہ ہے كہ:
كیا مجھے شرعی طور پر حق حاصل ہے كہ میں اسے دیا ہوا مہر واپس لے لوں، اور بیوی كو شرعی عدالت میں اسٹام میں تحریر كردہ باقی ماننده مہر سے بھی دستبردار ہونے پر مجبور كروں ؟
میرا دوسرا سوال یہ ہے كہ:
میری بیوی نے میری كئی بار كچھ رقم بھی چوری كی ہے، اس كا انكشاف اس كی آخری چوری كے بعد ہوا ہے، تو كیا مجھے حق حاصل ہے كہ میں اس كے گھر والوں سے چوری كردہ مال اور مندرجہ بالا سوال میں بیان كیا گیا مہر واپس كرنے كا مطالبہ كروں ؟
میرا تیسرا سوال یہ ہے كہ:
ہماری دو بچیاں ہیں بڑی بچی كی عمر ڈھائی بر ساور چھوٹی كی عمر دس ماہ ہے، اور ماہ كا دودھ بھی چھوڑ چكی ہے كیا مجھے حق حاصل ہے كہ میں طلاق دینے كے بعد بیوی كو بچیوں كی تربیت محروم كردوں؛ كیونكہ اس نے جو كچھ كیا ہے وہ خیانت ہے ؟
بیوی كے برے اخلاق كی بنا پر میں اپنی بچیوں كی تربیت خود كرنا چاہتا ہوں. میرا چوتھا سوال یہ ہے كہ:
میری بیوی اب حاملہ ہے كیا میں حاملہ بیوی كو طلاق دے سكتا ہوں ؟
میری پانچواں سوال یہ ہے كہ:
میڈیكل رپورٹ كے مطابق اب تك حمل پوری طرح صحیح حالت میں نہیں، اور ہو سكتا ہے حمل ضائع ہو جائے، اور اگر ایسا ہوتا ہے تو كیا مجھے طلاق دینے كے لیے ایك حیض انتظار كرنا ضروری ہو گا، طلاق دینے كے لیے شرعی وقت كیا ہے ؟
میرا چھٹا سوال یہ ہے كہ:

كيا ايك ہى طلاق كافى ہے يا كہ وقفہ وقفہ سے اسے تين طلاق دينا ہونگى، برائے مہربانى مجھے معلومات فراہم كريں، اللہ سبحانہ و تعالى آپ كو جزائے خير عطا فرمائے، ميں اسے طلاق دينے كے ليے آپ كے فتوى كا انتظار كرونگا ؟

الحمد للہ:

اول:

آپ كے سوالات كا جواب دينے سے قبل آپ كو يہ ياد دلالنا ضرورى ہے كہ اگر تو آپ واقع كے بغير يہ كچھ كہہ رہے ہيں تو آپ گنہگار ہونگے اور اس طرح آپ اپنى بيوى پر بہتان لگانے كى صورت ميں آپ كو حد قذف ميں اسى كوڑے مارے جائيں گے.

ليكن اگر آپ اس دعوى ميں سچے ہيں تو بلاشك يہ بہت بڑى مصيبت اور عظيم آزمائش ہے، تو پھر آپ كى بيوى اور اس گنہگار اور مجرم شخص كے مابين صرف تعلقات ہونے كا يہ معنى نہيں كہ ان دونوں نے زنا بھى كيا ہو.

اس ليے آپ كو اس پر متنبہ رہنا چاہيے، اور آپ كو علم ہونا چاہيے كہ دنيا كا عذاب اور سزا ـ اسى كوڑے ـ يہ آخرت كے عذاب سے بہت ہى آسان و ہلكا ہے، جو شخص بھى اپنى بيوى پر بہتان لگاتا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم اس كے ساتھ ايسا ہى كيا كرتے تھے.

ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ:

ايك شخص نے عرض كيا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم يہ بتائيں كہ اگر ہم ميں سے كوئى شخص اپنى بيوى كو زنا و فحاشى كرتے ہوئے پائے تو كيا كرے ؟

اگر وہ بات كرے تو ايك عظيم چيز كى بات كر رہا ہے، اور اگر اس پر خاموشى اختيار كر لے تو بھى ايك بہت بڑے معاملہ پر خاموش رہا ہے.

راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اسے کوئی جواب نہ دیا، اس کے بعد وہ شخص پھر آیا اور کہنے لگا:

جس کے متعلق میں نے آپ سے دریافت کیا تھا میں اس میں متبلا کر دیا گیا ہوں، چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ النور کی یہ آیات " والذین یرمون ازواجھم " نازل فرمائیں.

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات اس شخص کو پڑھ کر سنائیں، اور اسے وعظ و نصیحت کی، اور اسے بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں بہت کم ہے.

وہ شخص کہنے لگا: نہیں اللہ کی قسم جس نے آپ کوحق دے کے معبوث کیا ہے میں نے اس پر کوئی بہتان نہیں لگایا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی کو بھی بلایا اور اسے بھی وعظ و نصیحت فرمائی، اور اسے بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے بہت آسان اور کم ہے تو وہ کہنے لگی:

نہیں اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے بلاشك یہ جھوٹا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے شروع کیا تو اس نے چار بار اللہ کی گواہی دے کہا وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہا: اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو.

پھر آپ نے عورت سے کہا: تو اس نے چار بار اللہ کی قسم دے کر کہا کہ وہ جھوٹا ہے، اور پانچویں بار کہا: اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کی لعنت، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مابین علیحدگی کرا دی "
صحیح بخاری حدیث نمبر (٥٠٠٥) صحیح مسلم حدیث نمبر (١٤٩٣) یہ الفاظ مسلم کے ہیں.
ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:
" جب کوئی شخص اپنی بیوی پر قذف و بہتان لگائے تو اس پر حد قذف واجب ہو جاتی ہے، اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی اور اسے فاسق

کا حکم دیا جائیگا، لیکن اگر وہ اس کی کوئی گواہی لائے یا پھر لعان کرے تو پھر ٹھیك ہے.

لیکن اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کرتا اور نہ ہی لعان کرتا ہے تو اس پر یہ سب کچھ لازم ہو گا، امام مالك اور امام شافعی رحمہم اللہ کا قول یہی ہے...

اور ہماری دلیل درج ذیل فرمان باری تعالی ہے:

{ اور وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے انہیں اسی کوڑے مارو، اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، اور یہی لوگ فاسق ہیں }.

یہ خاوند وغیرہ کے بارہ میں عام ہے، اور خاوند کو لعان کے لیے خاص اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ سے حد اور فسق کی نفی اور گواہی کی عدم قبولیت ختم کرنے کے لیے گواہی کی جگہ لعان کرے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی دلیل ہے:

" گواہی پیش کرو، وگرنہ آپ کو حد لگے گی "

اور جب اس نے لعان کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" دنیا کی سزا آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں بہت آسان و کم ہے "

اور اس لیے بھی کہ اگر اس نے جھوٹ بولا تو اس پر حد لگے گی، اس لیے اگر وہ مشروع کردہ گواہ پیش نہیں کرتا تو پھر وہ بھی اجنبی کی طرح ہی ہوا.

دیکھیں: المغنی (٩ / ٣٠).

اس لیے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بیوی نے کسی اجنبی شخص کے ساتھ حرام تعلقات قائم کر رکھے ہیں اور اس میں شك كی مجال نہ ہو، یا پھر آپ کے لیے اس کا زنا ثابت ہو جائے، یا وہ آپ کے سامنے خود اعتراف کر لے تو آپ کے لیے اسے باقی ماننده مہر سے دستبردار ہونے پر مجبور کرنا جائز ہے.

لیکن اگر اس کے حرام تعلقات نہ تھے، اور نہ ہی آپ کے لیے اس کا زنا ثابت ہوتا ہے تو پھر آپ کے لیے اسے تنگ کرنا جائز نہیں.

اس کے حرام تعلقات قائم کرنے پر خاموش نہیں رہنا چاہیے یا تو اسے وعظ و نصیحت کر کے اس سے توبہ کروائی جائے اور وہ آپ کے ساتھ رہے، یا پھر وہ آپ سے علیحدگی کو اختیار کر لے، اور اگر وہ آپ کے نکاح میں رہنا پسند نہ کرے تو آپ اسے مہر ادا کر کے طلاق دے دیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:
{ اے ایمان ولو! تمہارے حلال نہیں کہ تم عورتوں کو جبرا اپنے ورثے میں لے بیٹھو انہیں اس لیے روك ركھو كہ تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ واضح اور کھلی برائی و بےحیائی کریں، ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بود و باش اختیار کرو، گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالی اس میں بہت ہی بھلائی پیدا کر دے }النساء (١٩).

فحاشی صرف زنا ہی نہیں، بلکہ اس کے الفاظ میں خاوند کی نافرمانی و معصیت، اور خاوند اور اس کے گھر والوں کو برا کہنا اور گالیا دینا بھی شامل ہے، کسی اجنبی مرد سے ناجائز تعلقات قائم کرنا تو بالاولی ان الفاظ اور اس کے حکم میں شامل ہوتے ہیں.

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:
" فرمان باری تعالی:

{ الا یہ کہ وہ واضح اور کھلی بےحیائی کریں }.

ابن مسعود، ابن عباس، سعید بن مسیب، شعبی، حسن بصری، محمد بن سیرین، سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ، عطاء الخراسانی، ضحاك، ابو قلابہ، ابو صالح، سدی، زید بن اسلم، سعید بن ابی ھلال کہتے ہیں:

اس سے مراد زنا ہے، یعنی جب عورت زنا کرے تو آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ اس سے مہر واپس لے لیں، اور اس پر تنگی کریں تا کہ وہ مہر چھوڑ کر خلع حاصل کرے.

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا ہے:

{ اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ جو کچھ تم نے انہیں دے رکھا ہے ان سے واپس لو، ہاں اگر دونوں کو یہ خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہیں کر سکیں گے، اگر تمہیں خدشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کا خیال نہیں کرینگے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ فدیہ دے تو اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں }البقرۃ (٢٢٩).

ابن عباس، عکرمہ اور ضحاك کہتے ہیں: واضح بےحیائی سے مراد خاوند کی نافرمانی و معصیت ہے.

اور ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اسے عام اختیار کیا ہے اور یہ زنا و نافرمانی و خاوند کی بےادبی، اور بدزبانی وغیرہ سب کو شامل ہوگا.

یعنی یہ سب کچھ خاوند کے لیے مباح کرتا ہے کہ وہ اس کی بنا پر بیوی کو ڈانٹ سکتا ہے اور اسے مجبور کر سکتا ہے حتی کہ وہ اس کا سارا حق یا کچھ حق رکھے، اور اسے علیحدہ کر دے یہ اچھا ہے " واللہ اعلم.

دیکھیں تفسیر ابن کثیر (٢ / ٢٤١).

آپ کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ صرف زنا سے بیوی کا مہر ساقط نہیں ہو جاتا.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" صرف عورت كے زنا كرنے سے مہر ساقط نہيں ہوگا، جيسا كہ لعان كرنے والوں كے ليے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان دلالت كرتا ہے، جب اس شخص نے كہا ميرا مال ؟

" تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اس كے پاس تيرا كوئى مال نہيں؛ تم نے اس كے بارہ ميں جو كہا ہے اگر تم اس ميں سچے ہو تو يہ مال اس كے مقابلہ ميں ہے جو تم نے اس كى شرمگاہ حلال كى تھى، اور اگر تم جھوٹے ہو تو پھر يہ تو اور زيادہ بعيد ہے "

كيونكہ جب عورت زنا كر بيٹھے تو ہو سكتا ہے وہ توبہ كر لے، ليكن عورت كا زنا كرنا خاوند كے ليے اسے روك لينے اور مجبور كرنا مباح كر ديتا ہے كہ اگر خاوند عليحدگى چاہتى ہے تو وہ رہائى پانے كے ليے فديہ دے، يا پھر توبہ كر لے.

ديكھيں: مجموع الفتاوى (١٥ / ٣٢٠).
دوم:
بيوى اگر اپنے خاوند كے علم كے بغير خاوند كا مال ليتى ہے تو اس كى دو حالتيں ہونگى:
پہلى حالت:
يا تو وہ مال اپنے اور بچوں اور گھريلو اخراجات كے ليے ہے اور ايسا كرنے كا سبب يہ ہو كہ خاوند بخيل ہے اور خرچ كرنے ميں بخل سے كام ليتا ہے.
دوسرى حالت:

يہ مال اشياء خريدنے يا پھر ميكے والوں كو دينے يا دوسرے خرچ كے حالت كے ليے ہو.

پہلی حالت میں تو خاوند کے لیے اس مال کو لینے کا مطالبہ کرنا حلال نہیں؛ کیونکہ اس نے تو وہی کچھ لیا ہے جو اس کا حق تھا؛ کیونکہ بیوی اور بچوں کا خرچ گھر کے ذمہ دار پر واجب ہے اور جب وہ اس میں کوتاہی اور کمی کرے یا روك دے تو پھر اس کے مال سے لینا جائز ہے، چاہے اس کی لاعلمی میں ہی لیا جائے.

اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو سفیان کی بیوی ھند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی:

ابو سفیان ایك بخیل شخص ہے، اور مجھے اتنا مال نہیں دیتا جو میرے اور بچوں کے اخراجات کے لیے کافی ہو، الا یہ کہ میں اس کی لاعلمی میں کچھ مال لے لوں تو اخراجات پورے ہوتے ہیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اچھے طریقہ سے اتنا لے لیا کرو جتنا تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (٥٠٤٩) صحیح مسلم حدیث نمبر (١٧١٤).

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" ان فوائد میں یہ بھی شامل ہے کہ: اگر کسی کا کسی دوسرے پر حق ہو اور وہ اس حق کو پورا کرنے سے عاجز ہو، تو اس کے مال سے اپنے حق کے مطابق اس کی اجازت کے بغیر مال لینا جائز ہے "

دیکھیں: شرح مسلم (٤ / ٣٧٣).

اور دوسری حالت میں بیوی کے لیے اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے جو آپ کے ذمہ واجب ہوتا ہے کے علاوہ کچھ لینا حلال نہیں، اور اگر وہ ایسا کرتی ہے تو گنہگار ہوگی، اور آپ کو وہ مال طلب کرنے کا حق حاصل ہے، اور اگر وہ انکار کر دے تو آپ اس کے باقی ماننده مہر سے اتنی رقم رکھ سکتے ہیں.

یا پھر جو آپ کے ذمہ اس کا مال ہے اس میں سے لے سکتے ہیں، لیکن اگر وہ کسی محتاج پر صدقہ کرنے کے لیے مال لیتی ہے تو اس میں تفصیل ہے، لیکن اس میں آپ کو لینے کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے.

سوم:
اصل میں سات برس کی عمر تك بچوں کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے جب تك وہ کسی اور سے شادی نہیں کرتی، اور بچوں کی پرورش کا مطلب انہیں کھانا پلانا اور ان کی مادي ضروریات پوری کرنا نہیں.

بلکہ پرورش میں ان کی تعلیم و تربیت بھی شامل ہے بلکہ یہ اہم ترین اشیاء میں شامل ہوتی ہے، اور اسی طرح پرورش میں ان کی نفسي اور اخلاقی دیکھ بھال کرنا بھی شامل ہوگی.

اس لیے اگر ماں کافرہ یا فاسقہ ہے تو بچوں کو اس کی تربیت میں دینا جائز نہیں، پرورش کے لیے ماں یا باپ ہونا معتبر نہیں بلکہ معتبر تو یہ ہے کہ وہ بچوں کی پرورش کس طرح کرینگے آیا وہ اسلامی تربیت کرینگے یا کہ نہیں، اس بنا والدین میں سے بچوں کی پرورش کا حقدار وہ ہوگا جو دینی طور پر بہتر اور اچھا ہو.

اس لیے اگر طلاق کے بعد ماں معصیت میں ڈوبی ہوئی ہو تو بچوں کی اس کی پرورش میں نہیں دینا چاہیے، اس صورت میں پرورش کا حق والد کو حاصل ہوگا، اور اگر ماں توبہ کر کے رجوع کر لے تو پھر جب تك وہ شادی نہیں کرتی بچوں کی پرورش کی حقدار ہوگی.

کیونکہ توبہ کرنے والا تو بالکل اس طرح ہی ہے جس کے کوئی گناہ ہی نہ ہوں "

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہمارے استاد ـ یعنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ ـ کا کہنا ہے: جب والدین میں سے کوئی ایك بھی بچے کی تعلیم اور وہ کام جو اللہ نے اس پر واجب کیا تھا ترك کر دے تو وہ گنہگار ہوگا، اس حالت میں اسے اس بچے پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہوگی.

بلکہ ہر وہ شخص جو اپنی ولایت میں واجب کو پورا نہ کرے تو اسے اس بچے پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہوگی، یا تو وہ ولایت سے ہاتھ اٹھا لے اور جو واجب کو پورا کرے گا اس کی ولایت میں دیا جائے، یا پھر وہ اس کو دیا جائے جو واجب کو پورا کرے، یعنی مقصد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہونی چاہیے.

ہمارے استاد کہتے ہیں: یہ حق میراث یعنی وراثت کی جنس میں سے نہیں جس سے رشتہ داری اور نکاح اور ولاء حاصل ہوتی ہے، چاہے وارث فاسق و فاجر ہو یا نیك و صالح، بلکہ یہ تو ولایت کی جنس سے ہے جس میں حسب الامکان واجب پورا کرنے کی قدرت و علم ہونا ضروری ہے.

ان کا کہنا ہے: اگر فرض کر لیا جائے کہ باپ نے کسی ایسی عورت سے شای کر لی جو اس کی بیٹی کی مصلحت کا خیال نہیں کرتی، اور نہ ہی اس کی مصلح تکو پورا کرتی ہے، اور بچی کی ماں اس سوکن سے زیادہ بچی کی مصلحت کا خیال رکھتی ہے تو پھر یہاں بچی کی پرورش قطعی طور پر ماں کو حاصل ہوگی.

ان کا کہنا ہے کہ: یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ والدین میں سے کسی ایك کو پرورش میں مقدم کرنے کے لیے شارع کی جانب سے کوئی نص نہیں ہے، اور نہ ہی والدین کے مابین بچے کو اپنانے کا اختیار ہے، علماء اس پر متفق ہیں کہ ان میں سے کسی ایك کو بھی مطلقا متعین نہیں کیا جائیگا.

بلکہ دشمنی و عدوان اور کوتاہی کرنے والے کو نیکی عادل اور محسن شخص پر مقدم نہیں کیا جائیگا "

و اللہ اعلم.
دیکھیں: زاد المعاد (٥ / ٤٧٥ - ٤٧٦).

مزید آپ سوال نمبر (٢٠٧٠٥) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم:
حاملہ عورت کو طلاق دینا شرعی طریقہ ہے، اور سنت کے موافق ہے، عام لوگوں کا خیال ہے کہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن ان کے اس قول و خیال کی کوئی اصل و دلیل نہیں ملتی اور یہ قول غیر شرعی ہے، بلکہ یہ طلاق تو طلاق سنی کہلاتی ہے.

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا واقعہ بیان کیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

" اسے یہ حکم دو کہ وہ بیوی سے رجوع کر لے، اور پھر اسے طہر کی حالت میں یا پھر حمل کی حالت میں طلاق دے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (١٤٧١).

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" رہی حاملہ عورت تو علماء کرام کے مابین اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق سنی کہلاتی ہے، چاہے وہ حمل کی ابتدا میں ہو یا حمل کے آخر میں؛ کیونکہ اس کی عدت وضع حمل ہے.

اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حکم دیا تھا کہ:

" وہ یا تو بیوی کو طہر کی حالت میں طلاق دیں، یا پھر حمل کی حالت میں "

لیکن اس میں یہ تخصیص نہیں کی کہ حمل کی ابتدا میں ہو یا حمل کے آخر میں.

دیکھیں: التمہید (١٥ / ٨٠).

ہم نے حاملہ عورت کی طلاق کے بارہ میں شیخ عبد العزیز ابن باز رحمہ اللہ کا فتوی سوال نمبر (١٢٢٨٧) کے جواب میں نقل کیا ہے، آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

اس صورت میں آپ اپنی بیوی کو ایك رجعی طلاق دے سکتے ہیں، اور اس کے بعد آپ کو اختیار ہے کہ اگر آپ دیکھیں کہ بیوی نے اپنی اصلاح اور توبہ کر لی ہے اور آپ اس کی توبہ سے مطمئن ہیں تو آپ عدت ـ یہاں اس کی عدت وضع حمل ہو گی ـ میں اس سے رجوع کر لیں، یا پھر عدت ختم ہونے کا انتظار کریں تو عدت ختم ہونے کے بعد بیوی کو بینونت صغری حاصل ہو جائیگی.

اس طرح وہ آپ سے آزاد ہو جائیگی، اور اگر آپ عدت ختم ہونے کے بعد اسے واپس لانا چاہیں تو پھر آپ بیوی کی رغبت اور اس کے ولی کی رضامندی سے نیا نکاح جس میں مہر بھی نیا ہو اور گواہ بھی ہوں کر سکتے ہیں.

آپ نہ تو ایك ہی مجلس میں تین طلاق دے سکتے ہیں اور نہ ہی ایك ہی الفاظ میں تین طلاق دے سکتے ہیں؛ کیونکہ یہ سنت نبویہ کے مخالف ہے.

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (٣٦٥٨٠) کے جواب کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .